مقصدِ حیات

خطیب انقلاب مولانا حسن ظفر نقوی اجتہادی کراچی

آخری قسط

کیا حسینؑ کی آواز گم ہوگئی اب تک نہیں پہنچی؟ بس اسی لئے تو کہا حسینؑ نے : هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا۔ جب وہ آواز کہ چاہے علی اکبرؑ کی اذان ہو، چاہے حسینؑ کا استغاثہ ہو، دبا سکی دنیا؟ چھپا سکی دنیا؟ آج تو اتنے لوازمات ہیں کیسے دبے گی آواز؟ کیسے چھپے گی آواز؟ ہم دنیا کو بقاء کا راز بتا رہے ہیں۔ اگر حسینی جذبے سے کام لوگے تو پھر کسی طاقت سے نہیں ڈروگے، ہم دفاع کریں گے ان سرحدوں کا، اگر تمہیں ڈر ہے کہ تم دفاع نہیں کر سکتے تو ہم دفاع کریں گے ان سرحدوں کا کیوں کہ ہمارے ہی بزرگوں نے بنایا ہے لہٰذا ہم دفاع کرنا بھی جانتے ہیں ہم دنیا کی طاقتوں سے لڑنا بھی جانتے ہیں۔ دنیاوی طاقت سے ڈرتا وہ ہے جس کے پیروں میں مفادات زنجیر بن جاتے ہیں کہ اگر ان طاقتوں سے لڑے تو میرا اقتدار گیا، میری عیش وعشرت سے بھرپور زندگی کا کیا ہوگا؟ سب چلا جائے، ہمیں کوئی ڈر نہیں، کوئی خوف نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہم اپنی پیدائش کے مقصد کو جانتے ہیں۔ ہمیں پیدا ہی اسی لئے کیا گیا کہ ہر زمانے کے یزیدوں کو للکاریں، ہر زمانے کے یزیدوں کے چہروں سے نقابیں اتار دیں، اس لئے ہم نے کہا کہ سب سے بڑا شیطان امریکہ ہے۔۔ دنیا میں آج جتنی بے آرامی ہے، جتنی بے سکونی ہے قتل وغارت گری ہے دہشت گردی۔۔ وہ کس کی وجہ سے ہے؟ آپ کو کہا جاتا ہے دہشت گرد، نہیں بلکہ دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد امریکہ ہے۔ چھبیس سال پہلے اس مردِ جری اس بت شکن خمینیؒ نے امریکہ کو نام دیا تھا کہ دنیا کا سب سے بڑا شیطان امریکہ ہے۔ آج آپ سب کو پتہ چل گیا کہ نہیں کہ یہی سب سے بڑا شیطان ہے؟ جب مرنا ٹھہرا جب ملحق ہونا ٹھہرا، چند دن اور زیادہ جی لیں گے؟ اگر نہیں بولے تو کیا ہوگا، یہی ہوگا کہ چند دن کی اور زندگی۔ اس ذلت کی چند دنوں کی زندگی سے سرخرو ہو کر چلے جانا بہتر ہے۔ سربلند ہو کے جانا بہتر ہے، عزت سے مرجاؤ، کیا معلوم ان دنیا والوں کو کہ عزت کی موت کی تمنا کرنے والے کیوں یہ تمنا کرتے ہیں؟ اس لئے تمنا کرتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ عزت کی موت کے بعد ہم مریں گے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہمیں زندگی مل جائے گی۔ تاریخ رقم کر جائیں گے، لوگوں کے لئے سنگ میل بن جائیں گے۔

لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ''هَلْ مِنْ نَاصِرٍ يَنْصُرُنَا'' کا جواب دینے والے فقط وہ ۷۲ تھے قیامت تک سید الشہداء کی آواز گونجتی رہے گی اور قیامت تک انصار حسینی پیدا ہوتے رہیں گے کم سہی، قلیل سہی لیکن پیدا ہوتے رہیں گے تاکہ آنے والوں کے لئے راستہ روشن رہے کہ کیسے آگے چلنا ہے؟ کس زبان میں بات کرنی ہے؟

میں نے عرض کیا ہے نا کہ وہ کمزور ہے جس کا نام محمود احمدی نژاد ہے جسے دنیا کہتی ہے آیۃ اللہ خامنہ ای۔ انسان کی حیثیت سے کمزور ہے تمہیں نہیں معلوم کہ ان کی پشت پر طاقتیں کون سی ہیں؟ تم نہیں جانتے۔ ہمیں یقین ہے، ہم کہہ رہے ہیں ہم رہیں یا نہ رہیں تمہارے درمیان جو زندہ رہا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھے گا کہ یہ شیطانی طاقتیں اپنے سارے غرور سمیت اسی خلیج فارس میں انشاء اللہ غرق ہوجائیں گی جیسے فرعون کے لئے اللہ نے دریائے نیل کو تیار کیا تھا اس زمانے کے فرعون کے لئے خلیج فارس ہے۔ اسی لئے خلیج فارس بنی ہے۔ اگر پہلے نہ سمجھ میں آیا ہو تو اب سمجھ لینا کہ فرعون قدیم کے لئے نیل تھا اور فرعون جدید کے لئے خلیج فارس ہے اطمینان رکھو خلیج فارس میں غرق ہوجائیں گی یہ فرعونی طاقتیں۔

یہ اللہ کا وعدہ ہے میں یونہی تھوڑی آپ سے بات کر رہا ہوں مجھے اپنے اللہ پہ اتنا یقین ہے یہ اللہ کا وعدہ ہے:

''وَنُرِيْدُ اَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ۔''

(سورہ قصص آیت:۵)

یہ اللہ کا ارادہ ہے کہ روئے زمین پر جنھیں کمزور کیا گیا ہے، ہم انھیں ہی زمین پر اپنا وارث بنائیں گے انھیں ہی لوگوں کا امام بنائیں گے۔

تم نے انھیں کمزور سمجھا ہے؟ وہ یقین رکھتے ہیں اللہ کے اس وعدے پر:

''اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔''

تم سب سے سربلند ہو اگر تم مومن ہو۔ کوئی تم سے سربلند نہیں ہے دنیا یہ سمجھ رہی ہوگی اب اس (ایران) کی باری ہے اور خوش ہو رہے ہوں گے، لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔

موضوع کی طرف آجاتا ہوں دو چار باتیں وہاں بھی آپ کو مل جائیں گی کچھ لوگ خوش ہو رہے ہیں کہ اب ان پر آئی آفت۔۔۔۔نہیں ہم پہ کوئی آفت نہیں آئی۔۔۔۔ہم آفتوں کا مقابلہ کرنا جانتے ہیں۔۔۔۔ہم جانتے ہیں ہمیں کیسے اپنا راستہ بنانا ہے۔ خوش ہو رہے ہیں ساتھ نہیں دے رہے ہیں کہ اب ان کی بھی شامت آئی، جانتے ہیں کہ حق ہے۔ قرآن بھی پڑھتے ہیں جو فرماتا ہے:

''يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ (مائدہ آیت:۸)

کھڑے ہوجاؤ اے ایمان والو! اور اللہ کی خاطر صحیح گواہی دو حق و انصاف سے گواہی دو؟ چاہے یہ گواہی تمہیں اپنے خلاف ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ اپنے والدین کے خلاف ہی کیوں نہ دینی پڑ جائے۔ چاہے اپنے اقرباء کے خلاف ہی گواہی کیوں نہ دینی پڑ جائے اور سورۂ مائدہ میں ارشاد ہوا کہ 'عدل و انصاف کے ساتھ گواہی دو۔'' گواہی دینا حق و انصاف کے ساتھ آپ نے دیکھا کل کیسی گواہی دی دنیا نے یہ عدل و انصاف کی گواہی تھی۔

''کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم انصاف کا دامن چھوڑ دو۔''

ہماری دشمنی میں عدالت چھوڑ دی، ہماری دشمنی میں

سامراج کی حمایت، ہماری دشمنی میں سامراج کے ساتھ، اور قرآن بھی پڑھتے ہو کہ اگر تم اللہ کا خوف رکھتے ہو تو عدل وانصاف سے کام لینا۔ لیکن سب کے چہرے اتر جائیں گے، ابھی تو چار دن دیکھئے سب کی خوشی رخصت ہوجائے گی۔ وہ تو جانتے ہیں لڑنا، ان کی ہمت ہے طوفانوں سے مقابلہ کرنے کی۔ جیسے میں آپ کو بتا تا رہتا ہوں کہ تیار رہا کرو۔ کبھی خوش فہمی میں نہیں رکھتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ دنیا ہماری دوست نہیں ہے، جب تک اہلبیتؑ کے دامن سے وابستہ ہیں قیامت تک ہمیں ان دشمنیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ذہنی طور پر تیار رہو، سرحدوں کا پابند نہیں مکتب تشیع، مذہب اہلبیتؑ۔ جہاں کسی مومن پر مصیبت پڑے گی ہم بولیں گے اس لئے کہ یہ ہمارا حق ہے اور شرعی فریضہ اور وظیفہ بھی۔ اس لئے کہ ہمارے سامنے میثم تمار موجود ہے۔ ہمارے سامنے قنبر کی تاریخ موجود ہے۔ ہمیں کیا پرواہ، ہم سر ہتھیلی پر لے کر نکلتے ہیں۔ جب اس میدان میں قدم رکھتے ہیں۔ حسینؑ کے عشق کی وادی میں قدم رکھتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہے، ہمیں اپنے مولاؑ کا قول بھی معلوم ہے کہ جب میدان میں نکلو تو اپنا کاسۂ سر اللہ کو دے دیا کرو۔

آج کی زبان میں کہا جائے تو یوں سمجھو کہ جب سامراج کے مقابلے میں اترا کرو، جب دشمنان دین کے مقابلے میں اترا کرو تو اپنا کاسۂ سر اللہ کو دے دیا کرو۔ اللہ کا ہے یہ سر اپنا تو ہے ہی نہیں۔ جب اپنا ہے ہی نہیں تو اس کی فکر کیسی؟ اپنا ہے یہ سر؟ سمجھنے کی بات ہے، یہ لفّاظی نہیں ہے، یہ جملوں سے کھیلنے کی بات نہیں ہے۔ جب یہ عقیدہ پیدا کرلو گے اپنے اندر۔ الحمدللہ یہ عقیدہ ہے۔ اگر حسینی ہے کوئی تو اس کا عقیدہ یہی ہے کہ یہ سر اللہ کا ہے یہ جان اللہ کی ہے اور یہی تو میرا موضوع ہے۔

مقصد کیا ہے؟ تیرا مقصد یہی تو ہے کہ تجھے پلٹ کر اپنے رب کی طرف واپس جانا ہے، میرا موضوع ہے اس لئے قدرتی طور پر مجھے مدد ملتی چلی جارہی ہے۔ میرے بہت سارے دوست ناراض ہوجاتے ہیں ارے صاحب! یہ باتیں کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ جناب یہ باتیں اسی لئے تو کرتا ہوں کہ میری دوستیاں کہیں آڑے نہ آجائیں ایسا نہ ہو کہ اپنے دوستوں کے خلاف گواہی دینا پڑ جائے۔

''یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوا قَوّامِیْنَ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَ الْاَقْرَبِیْنَ۔''

(سورہ نساء آیت: ۱۳۵)

گواہی دو حق وانصاف کے ساتھ، جس پر ظلم ہو رہا ہے اس مظلوم کی حمایت کرو اس لئے بولتا ہوں تا کہ یہ دوستیاں، تعلقات کہیں آڑے نہ آجائیں، میری زبان نہ رک جائے لہٰذا بولتے رہو۔ حق بات کہتے رہو سچ بات کہتے رہو ہم نہیں بات کریں گے تو کون بات کرے گا؟

یہ اللہ نے عزت دی ہے یہ بڑی سعادت ہے عزیزو! حق بات کہنا اور حق بات سننا اِن دونوں کے لئے حوصلہ درکار ہوتا ہے جس طرح حق بات کہنے کے لئے ہمت چاہئے اسی طرح حق بات سننے کے لئے بھی ہمت چاہئے۔ آج تو حالات بہت اچھے ہوگئے مگر جب ابوذرؓ بات کرتے تھے تو لوگ مسجد سے بھاگ جاتے تھے۔

ابوذرؓ جب سچ بولتا تھا لوگ مسجد سے بھاگ جاتے تھے کہ اس کے اوپر مصیبت آئے گی ہمیں بھی نہ پکڑ لیا جائے۔ تاریخ بتا رہا ہوں آپ کو جناب ابوذرؓ کی۔ ابوذرؓ کے پاس بیٹھ کے لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے کہ یہ تو مار دیا جائے گا ہم بھی اس کے چکر میں مارے جائیں گے یہ تھا ابوذرؓ اس لئے آج تک زندہ ہے ابوذرؓ۔ دمشق میں گئے ابوذرؓ۔ جو پاس بیٹھتا تھا اس کے سامنے سچ بولتا تھا کہ ''یہ غاصب ہیں، حق اہلبیتؑ کے غاصب۔'' کبھی غدیر کی حدیث پڑھتا تھا، کبھی مباہلہ کی روایت پڑھتا تھا۔ آواز دیتا تھا لوگوں کو کہ آؤ میں تمہیں بتاؤں گا کہ سچ کیا ہے؟ بھاگ جاتے تھے لوگ قریب نہیں بیٹھتے تھے کہ یہ تو دربدر ہوتا ہے اس پر تو پابندی لگتی ہے اِس شہر سے اُس شہر اُس شہر سے اِس شہر پھرایا جاتا ہے۔ کہیں ہماری مصیبت نہ آجائے تو سننے کے لئے بھی ہمت درکار ہونی چاہئے نا؟

کتنا اچھا دور ہے کہ حق سننے کی ہمت رکھنے والے بھی ہیں اور حق سنانے والے بھی، میں کیوں گلہ کروں آپ کا، میں تو شکر گزار ہوں کہ بولنے کی ہمت رکھنے والے ہیں تو سننے والے بھی موجود ہیں۔

ہمیں مر جانا ہے، چلے جانا ہے، سب دھوکہ ہے، سب فریب ہے، یہ وہی تو دنیا ہے جسے میرے مولاؑ نے تین طلاق دی تھیں۔ جو بھی طاقتیں علیؑ کے مقابلے پر آئیں ختم ہوگئیں، چلی گئیں، فنا ہوگئیں۔ مگر ذکرِ علیؑ، علم علیؑ اور مظلومیت علیؑ باقی ہے۔

دنیا لذتوں کا گھر ہے، دنیا خواہشات کا گھر ہے، دنیا میں بال بچے ہیں، دنیا میں ماں باپ ہیں، دنیا میں کوٹھی ہے، دنیا میں بنگلے ہیں، دنیا میں لذتیں ہی لذتیں ہیں۔ لہٰذا کتنا مشکل ہے اس کو چھوڑنا؟ جب ہی تو قربانیوں سے ڈرتا ہے انسان۔ سب کچھ چھوڑنا پڑے گا، بال بچوں کو چھوڑنا پڑے گا، ماں باپ کو چھوڑنا پڑے گا، گھر بنگلہ غرض سبھی کچھ چھوڑنا پڑے گا، عیش و آرام چھوڑنا پڑے گا، چلا جاؤں اس دنیا سے کیسے چلا جاؤں؟

میرا آفس، میری نوکری میرا کاروبار، میری دولت، میری زمین، میری جاگیر، کتنی محنت سے میں نے اپنی دنیا بنائی، میرے بچے، میری بچیاں ان کا مستقبل، میں چلا گیا تو میرے بچے بچیوں کا کیا ہوگا؟ میں چلا گیا تو میرے بوڑھے ماں باپ کا کیا ہوگا؟ یہ ساری رکاوٹیں ہیں یا نہیں؟ یہ سارے مسائل ہیں یا نہیں؟ ہم سب کے ساتھ ہیں یا نہیں؟

وہ تھے علیؑ جنھوں نے فرمایا کہ اے دنیا! جا کسی اور کو دھوکہ دے، علیؑ تیرے دھوکے میں نہیں آئے گا۔

اس دنیا کے لئے ڈرا جائے، اس دنیا کے لئے سچ نہ بولا جائے، اس دنیا کے لئے مظلوم کا ساتھ نہ دیا جائے، اس دنیا کے لئے مظلوم کو اکیلا چھوڑ دیا جائے، اس دنیا کے لئے، ان خواہشات کے لئے، ان لذتوں کے لئے کہ چند سال میں جب تم بوڑھے ہو جاؤ گے تو کوئی لذت تمہیں فائدہ دے گی؟

اے عزیزو! اس لئے بات کرنا ہے اس لئے آواز کو زندہ رکھنا ہے، یہ نہ سمجھا جائے کہ بس مالک اشترؓ تھا، محمدؓ بن

ابی بکر تھا، اب کوئی ان کی سیرت پر چلنے والا پیدا نہ ہوگا، ارے نہج البلاغہ پڑھتے بھی ہو اور سنتے بھی ہو؟ یہ دنیا ہے جو مجبور کرتی ہے کہ قربانی نہ دو، یہ دنیا ہے جو مجبور کرتی ہے کہ سچ کو پہچاننے کے بعد سچ کا ساتھ نہ دو، یہ دنیا ہے جو کہیں اپنے بچوں کو روک لیتی ہے کہ مت جانا، بڑی محنتوں سے تمہیں پالا ہے، کتنے روز کی یہ دنیا ہے؟

یہ وہ اصل مسئلہ ہے عزیز! جو آج میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے اس لئے لوگ ڈرتے ہیں کہ کتنی مشکل سے میں نے اپنی دنیا بنائی ہے، کہاں سے کہاں پہنچایا ہے اور یہ آ گئے ہمیں دنیا سے دور کرنے والے لوگ، یہ ہمیں قربانی کا درس دینے والے لوگ آ گئے، یہ کہتے ہیں ایثار کرو، نہیں عزیزو! نہیں حسینی یہ کبھی نہیں کرتے، کربلائی کبھی یہ نہیں کرتے، کربلائی تو یہ کہتے ہیں کہ جسے ساتھ دینا ہے ساتھ دو، راستہ بڑا خطرناک ہے، اس راستے میں گھر بھی چھوڑنا پڑے گا، بال بچوں کی قربانی بھی دینی پڑے گی، اپنے سر کو بھی قینچی پر رکھنا پڑے گا دھوکے میں نہیں آنا۔ یہ سچ ہے سچ، دھوکے سے کسی کو نہیں بلایا جارہا، دھوکے سے کسی کو آواز نہیں دی جارہی۔ یہ سب کچھ ہے مگر ملے گی تو ایک ہی چیز ملے گی بس اور بس وہ ملے گا حسینؑ کا عشق، حسینؑ کی محبت، حسینؑ کی خوشنودی، علیؑ کی خوشنودی۔ بات کرنے کی اور ہے، یقین کی بات اور ہے۔ جن کو یقین ہے وہ اس لئے موت کا انتظار کررہے ہیں۔ وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ دن ضرور آئے گا جب میرا سید و سردارؑ مجھے آبِ کوثر سے سیراب کرے گا۔ وہ اپنے دیدار کے شربت سے سیراب کرے گا۔ اتنا آسان ہے علیؑ علیؑ کہنا اتنا آسان ہے حسینؑ، حسینؑ کہہ دینا؟ عزادارو! یہ راستہ ہے کسی کو دھوکہ نہیں دیا جارہا، کسی کو خواب نہیں دکھائے جارہے ہم تو یہ بتارہے ہیں کہ یہ تو وہ راستہ ہے کہ اس راستے پر چلنے والوں کو دنیا کو طلاق دینے کے لئے تیار رہنا پڑتا ہے۔ یہ چیزیں پیروں کی زنجیریں بن جاتی ہیں، آنے والا ہے وہ دور جس کی دعائیں کرتے تھے تم! تم نے دعائیں مانگیں ہیں اور مانگ رہے ہو دعا کہ تعجیل فرما، تعجیل فرما بس آنے والا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آ بھی جائے اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے اور تم کہو کہ ابھی کیوں آئے؟ ابھی تو مجھے وہ کام کرنا باقی تھا، ابھی تو یہ کام کرنا باقی تھا مستقبل کے منصوبے بنائیں ہیں کہ نہیں۔ ان کو چھوڑنا پڑتا ہے نا؟

یہ ہے وہ دنیا جو انسان کو قربانی دینے سے روکتی ہے۔ یہ ہے وہ دنیا جو علیؑ کی نصرت سے روکتی تھی، کوفیوں کو بے وفا بنادیتی ہے۔ ''وَاِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی'' اگر تمہیں یقین ہے کہ تمہاری انتہا اللہ ہے، اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو تم دنیا کے اتنے اسیر نہ بنو۔ وہی علیؑ جو یہ کہہ رہے ہیں زندگی کے بارے میں کہ زندگی کا سامان ایسے فراہم کرو جیسے تمہیں ہمیشہ یہیں رہنا ہے۔ عجیب بات نہیں ہے؟ ایسے زندگی گزارو کہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے! دنیا کی ایسے فکر کرو۔ اور دوسرا جملہ کیا ہے؟ آخرت کی ایسے فکر کرو جیسے تمہیں کل چلے جانا ہے یعنی مولاؑ نے دنیا بنانے سے روکا نہیں امامؑ نے کہا زراعت بھی کرو نوکری بھی کرو، مستقبل کی فکر کرو سب ایسے کام کرو جیسے تمہیں ہمیشہ رہنا ہے لیکن آخرت کو فراموش نہ کرنا، آخرت کا سامان ایسے کرتے رہنا جیسے کل یہ دنیا تمہیں چھوڑ کر چلے جانا

ہے کہ اگر کل جانا پڑ گیا تو کیا ہوگا؟

دین اور دنیا کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ یہ علیؑ کا قول اور یہی میرے رسولؐ میرے ختمی مرتبتؐ کا قول ہے: جس نے دین کے لئے دنیا ترک کر دی یا دنیا کے لئے دین ترک کر دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یعنی ایسے دنیا کو چھوڑ دے کہ صرف دین کا ہو کر رہ جائے نہ بال بچوں کی فکر ہو، نہ معاش کی فکر ہو، نہ ان کی تعلیم و تربیت کی فکر ہو صوفی بن جائے۔ تو کہا: یہ بھی ہم میں سے نہیں ہے اور جو بالکل دنیا کا بندہ ہو کر رہ جائے وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔

جس طرح حلال طریقے سے دنیا بنانے کو کہا ہے بناتے جاؤ، لیکن دنیا کے اسیر مت بننا، دھوکا سمجھتے رہنا کہ سب دھوکا ہے اگر تم دین کی خاطر گھر سے نہیں نکلو گے، جب بھی سب کچھ تم سے چھین لیا جائے گا یا نہیں؟

فرعون کی حکومت رہی؟ نمرود کی حکومت رہی؟ قارون اپنے خزانے سمیت رہا؟ اپنے لشکر سمیت رہا؟ کوئی نہیں رہا نا؟ امیر ترین لوگ بھی چلے گئے، غریب ترین لوگ بھی چلے گئے کسی کے پاس کچھ رہا؟ حق کا ساتھ دو یا نہ دو! جب بھی چلا جائے گا جب بھی چھین لیا جائے گا لہٰذا اپنے آپ کو تیار رکھنا نہ معلوم کس وقت رختِ سفر باندھنا پڑ جائے، کل جانا پڑ جائے تو بالکل صاف ہوں، اللہ کی رضا تو ہو، حسینؑ کی اور اہلبیتؑ کی رضا ساتھ تو ہو۔ یہ دنیا ہے، اس لئے بتانا تھا کہ دنیا تیرا مقصد نہیں ہے۔ تیرا مقصد وہ ذات ہے جس نے دنیا کی مخلوقات میں تجھے سب سے جمیل خلق کیا۔ ہم نے انسان کو بہترین معیار پر خلق کیا۔ اس لئے کہ اسے سب پر بزرگی دینا تھی تمام اوصاف سے اس کو نوازا اس کا جسم خاکی ہے اس کی روح خاکی نہیں۔ ''نَفَخۡتُ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ'' ''اس میں اللہ نے اپنی روح میں سے پھونکا ہے۔'' اس کا جسم خاکی ہے اس کی روح نورانی ہے۔ اس پہلو کو فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ اللہ نے انسان کی روح کو نورانی رکھا ہے۔ اگر تیرے جسم کو خاکی رکھا ہے تو تیری روح کو نورانی رکھا ہے۔ اس لئے اگر انسان اپنی روح کے نورانی پہلو کو پہچان گیا تو پھر اسے کوئی فکر نہیں ہوگی۔ پھر اسے یہ معلوم ہو جائے گا کہ مالک اشترؒ اتنی مصیبت میں کیوں خوش رہتا ہے؟ پھر اسے معلوم ہو جائے گا کہ کربلا والے اتنی مصیبت میں خوش کیوں تھے؟ انصارِ حسینی اتنے مطمئن کیوں تھے؟ پھر اسے معلوم ہوگا کہ وہ دلہن کو بیاہ کر لانے والا عبداللہ ابن وہب کلبی جس نے شب زفاف بھی نہیں گذاری تھی کون سی چیز تھی جو اسے آمادہ کر رہی تھی کہ حسینؑ پر قربان ہو جا۔

وہ جانتا تھا کہ دنیا دھوکہ ہے دنیا جلد ہی ساتھ چھوڑ جانے والی ہے میں حسینؑ کی نصرت کروں یا نہ کروں کچھ بھی میرے سامنے باقی نہیں رہے گا۔ جس نے اس راز کو پا لیا وہ حقیقت کو پہنچ گیا وہ قربانی دینے میں کبھی دیر نہیں کرتا، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے لئے کہا جاتا ہے کہ پا بہ رکاب رہتے ہیں۔ تیار رہتے ہیں اِدھر آواز ''هَلۡ مِنۡ'' آئے گی اُدھر امامؑ کا استغاثہ بلند ہوگا، ادھر آواز دے گا امامؑ، زمین اپنی طنابیں کھینچ لے گی وہ اپنے امامؑ کی خدمت میں پہنچ جائے گا۔ لوگ ہیں پا بہ رکاب تیار بیٹھے ہیں کوئی چیز، کوئی محبت، کوئی الفت،

کوئی دولت، کوئی شہرت ان کا راستہ نہیں روک سکتی۔ کیوں؟ جانتے ہیں کہ سب کچھ دھوکہ ہے یہ عزت بھی فنا ہونے والی ہے یہ جو کچھ میں نے کمایا ہے سب کچھ فنا ہونے والا ہے مگر جو عزت میرا امامؑ دے گا جو شہرت امامؑ دے گا جو دولت امامؑ دے گا وہ قیامت تک باقی رہے گی۔

حُرؓ کو کون جانتا اگر حسینؑ کے قدموں میں نہ آتا۔ یہ حسینؑ ہے جس نے شہرت دی کہ نہیں دی؟ حبیب ابن مظاہرؓ کو کون جانتا۔ اگر امامؑ کی نصرت نہ کرتا۔ کون جانتا کہ کون ہے مسلم بن عوسجہؓ۔ اور وہ جونؓ حبشی غلام انھیں کون جانتا؟

دوسرے لوگ فنا ہو گئے لیکن جسے حسینؑ نے عزت دے دی، حسینؑ نے شہرت دے دی اس شہرت کو کوئی چھین نہیں سکا، اور صرف کربلا تک نہیں، قیامت تک وعدہ ہے حسینؑ کا: جب، جہاں، جو میرے استغاثے کا جواب دے گا اس کی شہرت کو کبھی داغ دار نہیں ہونے دوں گا۔ اس کی عزت کو کبھی داغ دار نہیں ہونے دوں گا۔

فیصلہ ہمارے اوپر چھوڑ دیا کہ کون سی شہرت چاہتے ہو، کون سی عزت چاہتے ہو، کون سی دولت چاہتے ہو۔ یہ ختم ہونے والی یا وہ قیامت تک باقی رہنے والی۔ کون سی شہرت؟ تو عقل مند آدمی کیا فیصلہ کرے گا! اگر عقل ہے؟ اگر شعور ہے؟ مٹ جانے والی دولت کے پیچھے جائے گا مٹ جانے والی عزت کے پیچھے جائے گا یا ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی دولت اور عزت کے پیچھے؟

جتنی بڑی دولت چاہئے اتنی ہی زیادہ زحمت بھی تو کرنی پڑے گی۔ جتنی زیادہ عزت چاہئے اتنی ہی بڑی قربانی کی بات بھی کرنی پڑے گی۔ جتنی وسیع شہرت چاہئے اتنی ہی وسیع وعریض قربانی بھی دینی پڑے گی یہ سنت الٰہی ہے۔ رسولوںؑ کو فضیلت قربانی کی بناء پر ملی ہے۔

حسینؑ کا ذکر کائنات میں ہر پیغمبرؑ سے زیادہ ہوتا ہے، اسی لئے ہوتا ہے کہ کسی نے وہ قربانی نہیں دی جو حسینؑ نے دی ہے۔ پیغمبر ختمی مرتبتؐ کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ ان کا تو بیٹا ہے حسینؑ، ان کا تو نواسہ ہے حسینؑ، ان کے ذکر کو تو حسینؑ نے زندہ کیا۔ حسینؑ کا ذکر محمدؐ کا ذکر ہے محمدؐ کا ذکر حسینؑ کا ذکر ہے۔ میں باقی دیگر کی بات کر رہا ہوں کہ جو قربانی زیادہ دیتا چلا گیا اس کا منصب بڑھتا چلا گیا کہ نہیں بڑھتا گیا؟

ہم سب گنہگار ہیں۔ میں آپ سے زیادہ خطا کار ہوں، میں آپ سے زیادہ گنہگار ہوں۔ لیکن موقع تو نہیں جانے دینا چاہئے۔ پتہ نہیں کب قبولیت کا موقع ہو جب امامؑ اپنی غلامی میں ہمیں قبول کر لیں۔ کوشش کی ہے مجھ گناہ گار نے کہ میرا امامؑ مجھ سے راضی ہو جائے مجھے اور کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ میرا اللہ جانتا ہے بہت خطا کار ہوں بہت گناہ گار ہوں چاہتا ہوں کہ اپنی غلطیوں کا کفّارہ اسی طرح سے ادا ہوتا رہے کہ جب حق کی نصرت کا موقع آئے تو میری زبان نہ کانپے۔ میری زبان میں لرزش نہ آئے، میرا قلم حق کی نصرت میں کمزور نہ ہو۔ میں نے کوشش یہ کی ہے، لیکن میں جانتا ہوں کہ میں آپ سے زیادہ خطا کار ہوں۔ اس لئے

میں نے کوشش کی ہے کہ امامؑ راضی ہوجائے اور ہمارے گناہوں کے بوجھ سمیت مجھے، آپ کو اور ہم سب کو اس قابل سمجھ لے کہ تم میرے سپاہی بننے کے لائق ہو۔ کیا کریں؟ زمانہ جینے نہیں دیتا عزت سے، کوئی حق کی نصرت میں آواز اٹھانے والا نہ رہا۔ کتنے منبر، کتنے پڑھنے والے ہیں، کتنے لکھنے والے ہیں۔ خدا سب کو سلامت رکھے، سیکڑوں منبر ہیں کہاں تک مصلحت سے کام لیا جائے گا؟ یزیدی مسلط ہوں اور ان کے خلاف بات نہ کی جائے؟ ظلم آگے ہی آگے بڑھتا چلا آرہا ہو اور ظلم روکنے کی بات نہ کی جائے؟ آپس میں لڑائی جھگڑوں میں شیر، آپس میں مرنے مارنے میں ایک دوسرے پر شیر، اختلافات میں ایک دوسرے پر شیر۔ ارے تم دیکھ ہی نہیں رہے ہو کہ زمانہ تمہارے ساتھ کیا کر رہا ہے، کیا چال چل رہا ہے، کس طرح سے روکا جائے کیسے حالات کے سامنے بند باندھا جائے، بس یہ چاہتا تھا، یہ کوشش کی میں نے، میرے الفاظ نے۔ میرا علم کیا؟ مگر میری کوشش یہی تھی کہ ایک بار سوئے ہوئے ضمیروں کو جھنجھوڑ دیا جائے پتہ نہیں کب کیا ہوجائے گا کون رہے نہ رہے؟ آواز تو باقی رہ جائے گی گونج تو باقی رہ جائے گی؟ ضمیر مطمئن رہے گا کہ مولاؑ جب سب خاموش تھے، جب کوئی بولنے والا نہ تھا کوشش تو کی وقت کے یزیدوں کے چہروں سے نقاب اتارنے کی۔ کربلا نہ ہوتی تو میں یہ جرأت کبھی نہ کر پاتا۔ بھلا ہمت کہاں سے لاتا؟ میرے حسینؑ نے مجھے جرأت دی ہے کہ جب حبس اور گھٹن کا ماحول ہو تو اس طرح سے سامراج کو للکارو۔ استعمار کو اس طرح للکارو۔ یہ میرے مولاؑ نے مجھے جرأت دی ہے کربلا نے یہ جرأت دی ہے۔ حسینؑ جو اپنے ہاتھوں پہ لے کر اپنے علی اصغرؑ کو لا رہا ہے۔ جناب نوحؑ کی قربانی کتنی بڑی ہے جناب نوحؑ ساڑھے نو سو سال تبلیغ کرتے رہے۔ مگر نہیں مانی قوم، نہیں ساتھ دیا لوگوں نے۔ اپنی ذمہ داری پوری کی پیغمبرؑ نے لیکن بیٹا مخالف ہے، اپنے بابا کا مخالف ہے نہیں مانتا اپنے بابا کو رسول نہیں مانتا۔ جناب نوحؑ کو رسول نہیں مانتا، مذاق اڑاتا ہے لوگوں میں جا کے، لوگوں کی صف میں کھڑے ہوکر اپنے باپ کی مخالفت کرتا ہے اور جب ڈوبنے لگا تھا فطرت انسانی ہے۔ ماں اور باپ سے پوچھو بیٹا کیسا ہی ہو فطرت انسانی کا تقاضہ تھا کہ نوحؑ جیسا پیغمبر بھی پکار اٹھا بارِ الٰہا! میرا بیٹا ہے، میرا بیٹا ہے لہٰذا بچا لے۔ ٹوک دیا مشیت نے، نوحؑ! خبردار گمراہوں میں سے نہ ہوجانا۔ تمہارے اہلبیتؑ میں سے نہیں ہے۔ عمل میں مخالف ہے۔

آپ انصاف سے بتایئے نوحؑ کا بیٹا نوحؑ کا مخالف تھا، اگر نوح کو اکبر جیسے بیٹے کی قربانی دینا پڑ جاتی تو کیا ہوتا؟ تو مخالف تھا دشمن خدا تھا دشمن رسول تھا، اس پر یہ حال ہوا نوحؑ کا اور اگر علیؑ اصغر جیسے شیر خوار کی قربانی دینا پڑ جاتی پھر کیا ہوتا؟!

❁❁❁